ابوالوفا محمد یونس سعودی

روایت اور درایت؟

ملت اسلامیہ کی ایک بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ عہدِ نبوت کے بعد جب اس کے ماننے والوں میں اختلافات کے دروازے کھلے تو اس طرح کھلے کہ آج تک بند نہ ہو سکے۔ یوں تو مسلمانوں میں عالمگیر اختلاف کی بنیاد شہادتِ عثمانؓ سے شروع ہوئی لیکن اس حادثہ فاجعہ کا تعلق بہ نسبت دین کے سیاست سے زیادہ تھا اور لوگ کتاب و سنت میں مختلف الخیال ہونے سے کہیں زیادہ استحقاقِ خلافت و امامت میں مختلف الطبائع تھے۔

بیان شدہ یہی نزاع عقائد دینیہ کے اختلاف کی بنیاد بنتی گئی اور خوارج و شیعانِ علی کے دو فرقے اس طرح عالم وجود میں آگئے کہ ان کے دینی اور اسلامی معتقدات میں بعد المشرقین تھا۔ ایسے اہم اور نازک وقت میں اختلال ملت کے خواہش مندوں کو مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کا جتنا موقع مل سکا ان کے لئے وہی غنیمت تھا۔ اس لئے عبداللہ بن سبا جیسے لوگ میدان میں آکر مسلمانوں کے دینی تصورات کو بیخ و بن سے متزلزل کرنے لگے اور ملتِ اسلامیہ فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔

اور جب ایک مرتبہ دینی تصورات کی بنیاد ہل گئی تو پھر یہ سوال ہی عبث ہے کہ اس کا نتیجہ کیا رہا؟ جتنے دن گزرتے گئے اسی قدر فرقے اور جماعتیں پیدا ہوتی گئیں۔ کبھی معتزلہ اور اشاعرہ کا گروہ پیدا ہوا۔ تو کبھی اسماعیلیہ اور باطنیہ کی گرم بازاری ہوئی۔ کبھی فلاسفہ اور متکلمین عالم وجود میں آئے تو کبھی جہمیہ اور قدریہ نے جنم لیا۔ غرضیکہ امتِ مسلمہ وقتاً بعد وقتٍ ایسے انتشار میں پھنستی گئی جس سے رہائی نہ مل سکی اور دین کا اصل مرکز کتاب و سنت ان سے چھوٹتا گیا۔

لیکن طوفانی تھپیڑوں کے اس تموج میں بھی محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت ایسی تھی جو ہمیشہ باطل کے مقابلہ میں چٹان کی طرح کھڑی رہی اور زمانے کے انقلاب ان کے عزائم کو کسی طرح متاثر نہ کرسکے ۔ یہ وہ لوگ تھے جو مشکوٰۃ نبوت سے پھیلے ہوئے نور کے سچے عاشق تھے اور اس ضیائے حق سے انھوں نے پہلے اپنے قلوب کو منور فرمایا پھر نسلاً بعد نسل اپنے اخلاف کو اس کی روشنی پہنچاتے گئے۔ اس طرح ملتِ بیضا کا سرمدی نور زمانے کی تہ بہ تہ ظلمتوں میں بھی شمع ہدایت کا کام دیتا رہا۔ اور ہر دور اور ہر زمانہ میں اس کی تجلّی لوگوں کے دلوں اور دماغوں کو منور کرتی رہی۔ اور آج بھی جب کہ دینِ محمدی پر مسلسل حملے ہو رہے ہیں ۔ اغیار سے بڑھ کر اپنے لوگ اس کی صورت مسخ کرنے کی فکر میں ہیں سنن محمدیہ اور احادیث نبویہ دین کی بقا و استحکام کا ذریعہ ہیں اور ان سے ہٹ کر محض عقل و درایت کا سہارا لینا دین محمدی کی تضعیف کا طریقہ ہے۔ اور اس سے ہدایت کی بجائے گمراہی، معرفت و حق شناسی کی جگہ دہریت والحاد کی راہیں کھلتی ہیں اور بس کتنے تعجب کی بات ہے کہ اگر ایک طرف کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے بھی سنت نبوی سے بے گانہ ہو رہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ صرف کتاب اللہ ہی ایک ایسی کتاب ہے جسے اپنا دستور العمل بنایا جاسکے تو دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو بزعم خویش اسلام کی ساری اخلاقی اور روحانی اقدار کو اپنے لٹریچر میں سمو لینے کے بعد بھی صحیح احادیث نبویہ کے متعلق نئے نئے زاویوں اور نظریوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں ۔

ان کے چوٹی کے لیڈر علی الاعلان یہ کہتے ہوئے نہیں جھجکتے کہ قبول و اختیار روایات میں محدثین کرام کے اصول اس وقت تک ناقابل تسلیم ہیں جب تک انھیں درایت و عقل کی ترازو پر نہ تول لیا جائے ۔ کتنا زبردست ہے یہ فتنہ اور کتنی حیرت انگیز ہے یہ بات !!

کیا یہ نظریہ قرآن کی آیت مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا سے نہیں ٹکراتا جس میں خدا نے عمومیت کے ساتھ یہ حکم دیا ہے کہ رسول تم کو جو کچھ دے اسے

لے لو اور جس چیز سے بھی منع کرے اس سے باز رہو۔؟

نہ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں قبول و اختیارات روایات کو درایت کے اصولِ رکیکہ کا پابند بنایا ہے اور نہ اس کی اجازت دی ہے کہ تم نبی کی ہر اس بات کو جو صحیح طریقہ سے ثابت ہو اور جس کے متعلق اطمینان ہو جائے کہ یہ حتمی طور پر رسول ہی کا فرمان ہے عقل و قیاس کے ترازو میں تولو۔

اس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اس روایت میں بڑی صفائی سے بیان فرمادیا ہے۔ ابوداؤد میں ہے:

عن علی علیہ السلام انہ قال لو کان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولی بالمسح من اعلاہ وقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمسح علی ظاھر خفیہ (ابوداؤد) بحوالہ بلوغ المرام۔

یعنی اگر دین محض رائے و قیاس (درایت) پر موقوف ہوتا تو خفین (موزوں) میں نیچے کے حصے کا مسح اوپر کے مسح سے بہتر ہوتا۔ حالانکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ خفین کے اوپر کا مسح کیا کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ دین کے تقاضے ہر جگہ اور ہر معاملے میں کسی خاص رائے کے پابند نہیں ہوا کرتے۔ اسی لئے کوئی شخص محض اس بنا پر کسی بات کو نہ مانے کہ اس کی عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی۔ تو وہ فی الحقیقت دین کے معاملہ میں ناسمجھ اور نااہل ہے۔ کیا ایسا نہیں ہوا کرتا کہ ایک ہی شخص ایک ہی معاملہ میں آج کوئی رائے رکھتا ہے تو کل اس کے برعکس کوئی دوسری رائے۔ اس لئے انسانی عقل و درایت کا معیار کوئی ایسا معیار نہیں ہو سکتا کہ اس پر دین جیسے اہم اور عظیم الشان معاملہ کی بنیاد رکھی جاتے۔ اگر ایسا ہو تو دین، دین نہیں ہوگا۔ بلکہ ایک عجوبہ چیز ہوگا۔

اس لئے یہ کہنا کہ صحیح روایتوں کو بھی درایت کی روشنی میں پرکھ کر رد و قبول کا فیصلہ کیا جا

سکتا ہے۔ ایک لغو اور بے معنی سی بات نہ ہے اور اسی قسم کا نظریہ دین متین کے حق ہیں ایک ایسا فتنہ ہے جو اعراض عن الحق کی جانب رہنمائی کرتا ہے اور اس سے دین کی جڑ مضبوط ہونے کے بجائے کمزور اور کھوکھلی ہوتی ہے۔

ضرورت ہے کہ اس پُر آشوب زمانے میں کسی جماعت کے نظریہ کو قبول کرنے سے پہلے پہلے ٹھنڈے دل سے اس کی ذہنی اور دماغی افتاد سمجھنے کی کوشش کی جائے اس لئے کہ حق جماعتوں سے نہیں پہچانا جاتا۔ بلکہ جماعتیں حق و صداقت کے معیار پر پرکھ کر پہچانی جاتی ہیں۔

ترجمان کے دفتر کی منتقلی

قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ کی بنا پر ترجمان الحدیث کا دفتر اقبال ٹاؤن سے (شادمان کالونی) منتقل کر لیا گیا ہے اس لیے اب خط و کتابت اور ترسیل زر کے لیے مندرجہ ذیل پتہ نوٹ فرمالیں۔

مینیجر ماہنامہ ترجمان الحدیث

۴۷۵۔ شادمان کالونی لاہور